سورہ لقمان کے اہم موضوعات

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک

اس سورہ مبارکہ میں توحید کی سچائی اور معقولیت' شرک کی نامعقولیت و لغویت کے ذکر کے بعد آباؤ اجداد کی اندھی تقلید سے روکا گیا ہے اور ان تعلیمات پر غور و تدبر کی دعوت دی گئی ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیش کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں قدیم فلسفی سیدنا لقمان کے اقوال کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ گذشتہ واقعات اور ضرب الامثال بات کی وضاحت میں مفید کردار ادا کرتے ہیں اور اس دور میں حضرت لقمان کی حکمت و دانش کا ذکر اس دور کے شعراء و خطباء کے ہاں مروج بھی تھا۔ اخلاقیات کے ضمن میں اقامت صلوٰۃ' زکوٰۃ کی ادائیگی' امربالمعروف و نہی عن المنکر' شکر' اعمال صالحہ اور اطاعت والدین کا ذکر ہے جبکہ تکبر' شرک' کفر' گمراہی اور دین کے استہزاء سے رکنے کی تلقین کی گئی ہے۔

الٓمّٓ ○ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ○ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

الف' لام' میم۔ یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں۔ نیکو کاروں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ جو نماز کی پابندی کرتے' زکوٰۃ ادا کرتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں۔ یہی اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں۔ (سورہ لقمان۔ ۱۔۵)

نیکو کار کون؟

سورہ کا آغاز قرآن مجید کی عظمت اور ثمرات کے ذکر کے ساتھ ہے کہ یہ کتاب صرف نیکو کاروں

کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔ اس مقام پر ایک وضاحت ضروری ہے کہ نیکو کار کون ہیں عام خیال یہ ہے کہ نیکو کار ایک مافوق الفطرت قسم کا انسان ہوتا ہے جس سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا حالانکہ نیکو کار سے مراد وہ شخص ہے کہ جو نیکی کے کاموں کا عزم کرلے اور اس کے مختلف درجات ہیں۔

۱۔ ایک کافر کی نیکی یہ ہے کہ وہ ہدایت کی تلاش میں نکل کھڑا ہو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ ضرور ہدایت عطا فرما دیتا ہے۔

۲۔ ایمان کی قبولیت کے بعد نیکی یہ ہے کہ آدمی ارکان اسلام پر کاربند ہو جائے۔

۳۔ اور پھر ہر لمحہ سنت و مستحبات کا اہتمام اس انداز سے کرے کہ اس کی اپنی شخصیت و ذات فنا ہو جائے اور وہ خالق کے احکام اور سنت نبوی کا ایک چلتا پھرتا نمونہ نظر آئے۔

عام طور پر ہم نیکو کار کے آخری معنی کو لے لیتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ نیکو کار کو مزید کیا ہدایت ملے گی؟ یہ بات اس انداز سے درست نہیں۔ اس لئے قرآن مجید ہر انسان کے لئے وہ چاہے جس درجہ اور جس مقام پر بھی ہے ہدایت اور رحمت ہے' بس ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کی طلب پیدا ہو جائے اور پھر یہی طلب کامیابی کی تمام منازل سے ہمکنار کردے گی۔

بد کرداری کے علمبردار

اس کے بعد ان لوگوں کا ذکر ہے جو اس طلب رحمت کے جذبہ کو ختم کرنے یا کم از کم بھکانے کے لئے مختلف حربے اختیار کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْۤ اُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ○

اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو بے ہودہ حکایات (و آلات) خریدتے ہیں تاکہ لوگوں کی جہالت کے سبب اللہ کے راستے سے گمراہ کریں اور اس سے استہزاء کریں۔ یہی لوگ ہیں جن کو ذلیل کرنے والا عذاب ہو گا اور جب ان کو ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو اکڑ کر منہ پھیر لیتے ہیں۔ گویا ان کو اس نے سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں بوجھ ہو۔ ان کو درد دینے والے عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ (سورہ لقمان ۶۔۷)

اس میں وہ سارے لوگ شامل ہیں جو ایسے آلات بناتے' خریدتے اور استعمال کرتے ہیں جن کے باعث انسان کو گمراہی کے راستوں پر دھکیلا جا سکے۔ اس آیت کے ذیل میں مفسرین و محدثین نے آلات مزامیر (گانے بجانے کے آلات) اور ان حکایات اور کہاوتوں کو شمار کیا ہے جن کی لذت و سرور میں عام انسان بہہ جاتا اور احکام الٰہی سے دور ہو جاتا ہے' اس قسم کے لوگوں کے لئے دو قسم کے عذاب

کا ذکر ہوا ہے۔

۱۔ ذلیل کرنے والا عذاب ۲۔ درد ناک عذاب

اور آج ہماری اکثریت اسی گمراہی و ضلالت کی راہ پر چلتی ہوئی اپنے عبرت ناک انجام کو قریب کر رہی ہے۔

اثبات توحید اور لقمان

اس ذکر کے بعد توحید کے اثبات اور شرک کی تردید پر دلائل ہیں اور پھر سیدنا لقمان کی نصیحتیں ہیں۔ یہ لقمان کون تھے؟ مفسرین نے لکھا ہے کہ سیدنا داؤد علیہ السلام کے دور میں یہ حبشی غلام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکمت و دانش سے نوازا تھا۔ یہاں ان کی ان نصیحتوں کا ذکر ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھیں۔

وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○ وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ○ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ يٰبُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ○ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَا اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ○ وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ○ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ○

یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا کہ بیٹا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچاننے کی خود تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور دو سال اس کے دودھ چھوٹنے میں لگے' اور ہم نے اس کو یہ تاکید کی کہ میرا شکر بجا لا اور اپنے والدین کا شکر بجا لا۔ میری ہی طرف تجھے پلٹنا ہے لیکن والدین اگر تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ تو کسی ایسے کو شریک کرے جسے تو نہیں جانتا تو ان کی بات ہر گز نہ مان۔ دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کر' مگر پیروی

اس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔ پھر تم سب کو پلٹنا میری ہی طرف ہے۔ اس وقت میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم کیسے عمل کرتے رہے ہو اور لقمان نے کہا کہ بیٹا کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو' اللہ اسے نکال لائے گا' وہ باخبر ہے۔ بیٹا نماز قائم کرنے کا حکم دے' بدی سے منع کر اور جو مصیبت بھی پڑے' اس پر صبر کر۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے' لوگوں سے منہ پھلا کر بات نہ کر' نہ زمین پر اکڑ کر چل۔ اللہ کسی خود غرض اور فخر کرنے والے شخص کو پسند نہیں کرتا۔ اپنی چال میں اعتدال پیدا کر اور اپنی آواز ذرا پست رکھ اور سب آوازوں سے زیادہ بری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے۔ (لقمان ۱۳-۱۹)

یہ لقمان کی نصیحتیں ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی ہیں۔ اس میں شرک سے روکنا اور توحید کی طرف بلانا ہے۔ اس کے فوراً" بعد والدین کے حقوق اور ان سے نرمی کا حکم ہے اور فرمایا ہے کہ خدا نا خواستہ وہ تجھے دین حق سے ہٹائیں تو دنیوی معاملے میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرو لیکن پیروی ان کی بجائے اللہ والوں کی کرو اور فرمایا کہ تم جیسے بھی اعمال کرو گے جہاں کہیں بھی کرو گے وہ اعمال آسمانوں میں ہوں' زمین میں ہوں یا کسی چٹان میں ہوں' وہ نہ اللہ تعالیٰ سے چھپے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ انہیں بھولے گا' وہ انہیں نکال کر لے آئے گا۔

نماز' امربالمعروف' نہی عن المنکر' صبر اور اخلاق حسنہ کی تلقین کی کہ لوگوں کے ساتھ بات کریں تو اس طرح سے نہیں کہ اس میں تکبر کا پہلو ہو۔

بات اتنی سی ہے اے واعظ افلاک نشیں
کیا ملے گا اسے یزداں جسے انسان نہ ملا

توحید اور روایت پرست جاہلوں کا کردار

ان نصیحتوں کے بعد پھر مسئلہ توحید کی عظمت کو اجاگر کیا اور روایت پرست ابلہوں کی ایک بات بیان فرمائی

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ○

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کتاب اللہ نے نازل فرمائی' اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا۔ بھلا اگر شیطان ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو (تب بھی؟) (لقمان ۲۱)

کفار کسی بھی دور کے ہوں' وہ تعلیمات حق کے مقابلے میں ہمیشہ یہی بات کہتے ہیں کہ ہم ان روایات اور قدروں کو نہیں چھوڑ سکتے جو ہمارے باپ دادا کی ہیں' ان کو سمجھایا گیا کہ غور کرو کہ اگر تمہارے باپ دادا کو شیطان نے بہکا رکھا ہو اور وہ دوزخ کے عذاب کی جانب بڑھ رہے ہوں اور تمہیں اس بات کا پتہ چل جائے تو پھر کیا کرو گے؟

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خود کشی
رستہ بھی چھوڑ خضر کا' دریا بھی چھوڑ دے

نیکو کاروں کا انجام

اس کے بعد راہ حق کو اپنانے والوں کا انجام مذکور ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى

اور جس شخص نے اپنا آپ اللہ کے حوالے کر دیا اور نیکو کار بھی رہا تو اس نے مضبوط دستاویز ہاتھ میں لے لی۔ (لقمان ۲۲)

گویا نجات کا راستہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ مضبوط دلائل والی کتاب پر گامزن ہو جاؤ۔ اور بایں ہمہ اگر کچھ لوگ کفر پر اڑے رہیں تو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور کاریگری کے نمونے ہیں' مگر عبادت میں شرک کرتے اور گمراہی اپناتے ہیں۔

صفات الٰہیہ کا لامتناہی ہونا

پھر بتایا کہ زمین کے سارے درخت قلم اور سمندر روشنائی بن جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ زمین و آسمان اور ساری مخلوق کی تخلیق اللہ کے ہاں اس قدر ہی ہے جیسے ایک انسان کا پیدا کرنا۔

ہم خاک کے پتلوں نے جو کچھ تجھے سمجھا ہے
تو اس سے بھی برتر ہے' تو اس سے بھی اعلیٰ ہے

وہ قادر مطلق ہے اس نے رات' دن' سورج' چاند' کشتی' دریا' سمندر سبھی کچھ ہمارے تابع کر دیا ہے تاکہ ہم ان سے فائدہ حاصل کریں۔ لیکن انسان ناشکرا اور ناقدرا ہے۔ وہ جب مصائب و مشکلات میں گھر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں مانگتا ہے اور جب نجات مل جاتی ہے تو پھر بہک جاتا ہے۔

برائی سے بچنے کے لئے ڈھال

ان حقائق کے اظہار کے بعد انسان کو ایک ایسی بات کہی جو انسان کو گمراہی و ضلالت سے بچنے میں حد درجہ معاونت بہم پہنچاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝

لوگو! اپنے رب کے غضب سے بچو اور ڈرو اس دن سے جبکہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے بدلہ نہ دے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی اپنے باپ کی طرف سے کچھ بدلہ دینے والا ہو گا۔ فی الواقع اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پس یہ دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ دھوکہ باز تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکا دینے پائے۔ (لقمان۔ ۳۳)

دھوکہ باز سے مراد انسان کا کھلا دشمن یعنی شیطان ہے جو انسان کو بے بنیاد امیدیں فراہم کر کے عمل اور جد و جہد سے غافل کر دیتا ہے۔ ایک خطرناک دھوکہ یہ ہوتا ہے کہ فلاں حضرت کی ارادت کام آئے گی' وہ آخرت میں دستگیری فرمائیں گے اور حساب و کتاب کی نوبت ہی نہ آنے دیں گے۔ آیت مذکورہ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ باپ اپنے بیٹے کے اور بیٹا اپنے باپ کے کام نہیں آ سکے گا' ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہو گا' ہر شخص اپنا بوجھ خود اٹھائے گا۔

ایسی صورت حال میں بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کسی کے آنے کی مجال نہیں۔ الا یہ کہ اللہ تعالیٰ خود چاہے۔ بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تن تنہا خود جواب دہ ہے۔ چنانچہ ایک ہی حل ہے کہ ہر شخص الگ الگ خود اپنے طور پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ سیدھا کر لے اور اپنے رب کے غضب سے ڈر کر رہے۔

قیامت

قیامت کے بارے میں فرمایا کہ اس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ کوئی کسی کا بدلہ نہیں بنے گا۔ کسی کے عمل کی سزا کوئی اور شخص نہیں اٹھائے گا۔ کسی شخص کا عمل کسی دوسرے شخص کے عمل کے لئے' گناہ کے لئے' کفارہ نہیں بنے گا۔ ہر شخص اپنے اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہو گا اور تنہا اللہ کے سامنے پیش ہوگا۔ یہاں عیسائیت کا وہ مشہور عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر لٹک کر خود جان دے دی اور سب لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ادا کیا' غلط ثابت کیا گیا ہے۔

اسی لئے فرمایا کہ یہ دنیا دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہاں کے غلط عقائد تمہیں دھوکے میں نہ ڈالیں۔ یہ غلط گھڑنے والا شیطان ہے جو دھوکے باز ہے اور تمہیں دھوکے میں رکھ رہا ہے کہ میرے گناہوں کا کفارہ یا کسی کی سفارش یا کسی کا آستانہ میرے کام آ جائے گا۔ یقین کر لیجئے کہ کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا' صرف اپنے عمل اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کام آئے گی۔

اس سورہ کی آخری آیت میں ان پانچ چیزوں کا ذکر ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ارشاد

باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ ج وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ ج وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ط وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَکْسِبُ غَدًا ط وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ○

بلا شبہ اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بلا شبہ اللہ سب باتوں کو جاننے والا با خبر ہے۔

(لقمان ۳۴)

۱۔ قیامت

۲۔ بارش کا اترنا۔ یہاں یہ اعتراض ممکن ہے کہ محکمہ موسمیات والے پیش گوئیاں کرتے ہیں تو یاد رکھیے کہ بارش کے نازل ہونے کے ذکر میں صرف بارش کے نزول کی پیش گوئی نہیں بلکہ بارش کی مقدار' مقام' وقت بارش کے پانی کے فوائد و نقصانات اور اس کے اثرات سبھی کچھ مراد ہیں۔

۳۔ حاملہ کے پیٹ میں کیا ہے؟ اس سلسلے میں بھی الٹرا ساؤنڈ (Ulterasound) ایک جدید طبی آلہ ہے جس سے جنین کے بارے میں معلومات حاصل ہو جاتی ہیں مگر یہاں مراد یہ ہے کہ اس حاملہ سے پیدا ہونے والا نر ہے یا مادہ' زندہ رہے گا یا نہیں۔ کتنی زندگی پائے گا' کیا عمل کرے گا؟ کیا کمائے گا اور کیا کھائے گا۔ اس کا نزول و قیام کتنا' کہاں کیسے اور کب ہو گا وغیرہ۔ یہ سبھی چیزیں مراد ہیں۔

۴۔ کل کیا ہونے والا ہے؟ ہر متنفس کے آئندہ دن اور زندگی کے معمولات کیا ہوں گے؟ گو کہ ہم پروگرام مرتب کرتے ہیں مگر وہ پروگرام اکثر خراب بھی تو ہو جاتے ہیں گویا ہم اپنے پروگرام حتمی طور پر ترتیب نہیں دے سکتے۔ اسی لئے علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ **عرفت ربی بفسخ العزائم** میں نے عزائم کے پورا نہ ہو سکنے سے اللہ تعالیٰ کو پہچانا۔

یعنی ہم نے پروگرام بھی ٹھیک ٹھاک بنایا تھا۔ عزم بھی پختہ تھا۔ اسباب بھی فراہم کر لئے تھے۔ کوئی وجہ نہ تھی کہ ہم اپنے عزائم میں کامیاب نہ ہوتے مگر عملاً" یہ دیکھا کہ کسی غیبی طاقت نے سارا کھیل بگاڑ دیا' اسباب بے وقعت ہو کر رہ گئے' پروگرام دھرا کا دھرا رہ گیا اور عزم پورا نہ ہوا۔ یہ غیبی طاقت سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کون ہو سکتا ہے؟

۵۔ کسی متنفس کی موت کہاں آئے گی؟ اس کا علم حاصل کرنے میں تو انسان بالکل ہی عاجز ہے۔

***